سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹



نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔ اے ۱۳۱ وارث روڈ۔ لاہور — انچیف ایڈیٹر

پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ۔ لاہور — اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری ڈبلیو۔ جے۔ کلارک صاحب ایم۔ اے۔ ایبرس روڈ۔ لاہور — منیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام منیجر نور افشاں ہونا چاہیئے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کرکے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۵ — ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۶ء — نمبر ۳۷

ایک صادق گواہ

ایک صادق گواہ کے ذیل میں ہم اپنی مبارک بہن مسز خیر اللہ صاحبہ کا لیکچر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو آپ نے بپٹسٹ ہندوستانی چرچ شملہ میں مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۲۶ء کے روز مسیحی جماعت کو سنایا تھا اور نہایت پسند کیا گیا تھا۔ اسکی بابت پادری۔ ایس ڈبلیو ہلمن صاحب بی۔ اے۔ پاسٹر بپٹسٹ چرچ شملہ لکھتے ہیں کہ

میں اس ایڈریس کی ایک کاپی آپ کو بھیجتا ہوں جو مسز خیر اللہ صاحبہ نے ۲۹۔ اگست ۱۹۲۶ء کے روز چرچ ہال میں سنایا تھا۔ یہ میٹنگ خاصکر شملہ کی لیڈیز کی تھی اور حاضرین نے اس ایڈریس کو نہایت پسند فرمایا۔ یہ میٹنگ نہایت بابرکت ثابت ہوئی جس کا روحانی اثر تمام جماعت پر پڑا۔ اس اعتبار سے یہ میٹنگ ایک بے نظیر تھی جیسے مسز خیر اللہ جیسی سپیکر ملی جہاں تک مجھے علم ہے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ بپٹسٹ چرچ ہال میں یہ پہلی میٹنگ ہوئی ہے جس میں ایک لیڈی نے جماعت کو ایڈریس سنایا ہے۔ مجھے کامل بھروسہ ہے کہ نور افشاں کے ناظرین مسز خیر اللہ صاحبہ کے ایڈریس سے ضرور فائدہ اٹھائینگے۔ اس لئے اسے میں نور افشاں میں شائع کرانے کے لئے آپ کے پاس روانہ کرتا ہوں اگر آپ اسے نور افشاں میں شائع کریں تو میں مشکور ہونگا۔ آنریری۔ پاسٹر بپٹسٹ ہندوستانی چرچ شملہ۔ مسز خیر اللہ صاحبہ کا ایڈریس مذکور مندرجہ ذیل ہے۔ ایڈیٹر۔

آرامی۔۔۔۔ اسرائیل کے ملک میں سے ایک چھوٹی لڑکی اسیر کرکے لے آئے تھے سو وہ نعمان کی بیوی کی خدمت کرتی تھی۔ ۲ سلاطین ۵: ۲۔

بہنو۔ بھائیو اور بزرگو! میں چاہتی ہوں کہ اس وقت آپ کو ایک چھوٹی سی گواہ کی نسبت کچھ بتاؤں۔

یہ گواہ ایک چھوٹی سی لڑکی تھی۔ جو کہ آرام کے لشکر کے ذریعہ اسیر ہو کر آئی تھی اور وہ غیر ملک میں جس میں اُس کا کوئی واقفکار اور مددگار نہیں تھا نعمان کی بیوی کی خدمت کرتی تھی۔ یہ نعمان آرامی لشکر کا ایک بڑا بہادر سردار تھا۔ نام تو اس کا ہے نعمان یعنی خوبصورت۔ مگر حقیقت میں خوبصورت نہیں تھا۔ بلکہ کوڑھ سے بھرا ہوا تھا۔ اس کا مرتبہ اگرچہ سب افسروں سے اعلےٰ اور اُس کی عزت سب سے بڑھ کر تھی۔ مگر وہ اپنی اس مکروہ بیماری کے سبب موت کو اپنی اس موجودہ زندگی پر ترجیح دیتا تھا۔ یہ چھوٹی گواہ جو خدا کی قوم اسرائیلیوں میں سے اسیر ہو کے آئی تھی نعمان کو دیکھکر کہتی ہے۔ "کاشکہ میرا آقا اُس نبی کے ہاں ہوتا جو سامرون میں ہے تو وہ اُسے اُس کے کوڑھ سے شفا بخشتا۔" نعمان یہ سنکر فوراً بادشاہ سے شاہ اسرائیل یہورام کے لئے خط لیتا اور سفر کرتا ہے۔ تاکہ اپنی مکروہ اور لاعلاج مرض سے شفا پائے۔ آخرکار وہ الیشع کے پاس پہنچا اور جسمانی اور روحانی مرض سے شفایاب ہو کر اپنے ملک کو خوشی سے واپس جاتا ہے۔

آؤ ہم اس چھوٹی بہادر گواہ کو دیکھیں اور معلوم کریں کہ کن باتوں کے باعث وہ کامیاب گواہ بنی۔

(۱) اُس میں یگانگت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور اپنی قوم کے ساتھ جو خدا کی اُمت تھی پورا اتحاد رکھتی تھی اور دوسرے لوگوں کو اس اتحاد میں شامل کرنے کے لئے دل سے خواہشمند تھی۔

آپ سبھوں کو معلوم ہے کہ ہمارے پیارے منجی نے اس اتحاد کے لئے بڑے زور و شور سے دعا کی "تاکہ وہ سب ایک ہوں" اس کے علاوہ ہمارے خداوند نے بار بار اُس اتحاد و یگانگت کی ضرورت کو بھی بتایا! اور پھر رسولوں نے اس کی تعلیم دی اور فرمایا کہ اگر کسی کو دوسرے کی شکایت ہو تو ایک دوسرے کی برداشت کرے اور ایک دوسرے کے قصور معاف کرے اور اس کے بعد آبائی نے اس پر بڑا زور دیا اور یہ اس لئے کہا کہ

بغیر اس کے ہم سچے گواہ ہو نہیں سکتے۔ مثلاً بزرگ اگناشیس اس یگانگت کے بارہ میں لکھتا ہے کہ

اکٹھے کُشتی کرو۔ اکٹھے دوڑو۔ اکٹھے دکھ سہو اکٹھے سو جاؤ۔ اکٹھے جاگ پڑو۔ اُسکو خوش کرو۔ جس کے لئے تم سپاہ گری کرتے ہو (جسکے تم گواہ ہو) اور جس سے تم بدلہ بھی پاؤ گے۔ تم میں سے کوئی شخص بیوفا نہ ہو۔ تمہارا اصطباغ مثل سپر کے۔ ایمان مثل خود کے۔ محبت مثل نیزہ کے۔ صبر مثل کل اسلحہ کے ہو۔ فروتنی سے ایک دوسرے کی برداشت کرو۔

یہی بزرگ جب اپنی شہادت کی راہ پر چلا جاتا تھا۔ تو سمرنا کی کلیسیا کو یوں مخاطب کیا۔

اندرونی پھوٹ کو تمام خرابیوں کی جڑ جان کر اُس سے علیحدہ رہو۔

بہنو اور بھائیو! کیا ہم میں یہ اتحاد اور یگانگت ہے؟ غیروں کو تو اس یگانگت میں لانے کو چھوڑو ہم آپس میں بھی اتحاد نہیں رکھ سکتے۔ مجھے اکثر اپنے خاوند کے ساتھ کلیسیاؤں کے مختلف حصوں میں جانا پڑا اور مجھے معلوم ہوا کہ بہن بہن سے بدظن ہے اور بھائی بھائی سے۔ جنہوں نے تو مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دنیا کا میل ملاپ کر لیا اور میل ملاپ کا پیغام ہم کو سونپ دیا۔ مگر ہم میل ملاپ کا راگ گا گا کر اپنے اپنے خادمانِ دین مشنریوں اور مبشروں کو کوستے رہتے اور اُن سے بدظن رہتے۔ پس خدا لگتی کہو کہ ہم کیسے سچے گواہ ٹھہر سکتے ہیں؟ خداوند نے تو فرمایا ہے کہ "تم میرے گواہ ہوگے" مگر ہم مخالف گواہ بنکر اُس کی حقارت کرتے اور اُسے دوبارہ صلیب دیتے ہیں۔ کیا ہم نے کبھی اس پر سوچا ہے؟

یاد رہے کہ اگر ہم میں اتحاد نہ ہو تو ہم جھوٹے گواہ ہیں اور ہم دنیا کو اس میل ملاپ میں شامل نہیں کر سکتے۔ اور ہماری سزا برداشت سے باہر ہوگی۔ پس کیا ہم چھوٹی لڑکی گواہ کے موافق وفادار گواہ نہیں؟

(۲) وہ چھوٹی گواہ لڑکی خود غرض نہ تھی۔ اگر ہم چاہیں کہ سچے اور کامیاب گواہ ہوں اور خداوند مسیح کی سلطنت تمام دنیا میں پھیلائیں تو خود غرض نہ بنیں جیسے قائن نابال اور ہامان بنے۔

(۳) اُس چھوٹی گواہ میں کسی قسم کا گھمنڈ نہ تھا جیسا اس فریسی میں تھا جس کا ذکر مقدس لوقا کے ۱۸ باب میں ہے۔

بہنو اور بھائیو! اگر ہم میں یہ فخر ہے کہ ہمارا دین سب سے اعلےٰ اور ہمارا مُنجی واحد منجی ہے تو یہ فخر درست اور بجا ہو لیکن اگر ہم اپنی ذات۔ قوم علم اور دولت پر گھمنڈ کرتے اور دوسروں کو حقیر جانتے اور ساتھ ہی اپنے دین پر بھی فخر کرتے تو ہم جھوٹے گواہ ہیں۔ اور بلاشک ان مجرموں کی مانند ہیں جو اپنی پھانسی کی رسیوں پر فخر کرتے اور بڑے گھمنڈ سے سمجھتے ہیں کہ وہ مضبوط ہیں۔

(۴) اُس چھوٹی گواہ کو اپنے خدا پر پُورا بھروسہ تھا اور جو خدا کے وعدے تھے۔ اس پر اس کا ایمان تھا۔ وہ اپنے رشتہ داروں۔ مُلک اور تمام آرام کی چیزوں کو پیچھے چھوڑ آئی تھی۔ مگر اپنے خداوند خدا کو ہمراہ لائی تھی اور اُس کے وعدوں کو برحق جانتی تھی۔ اور یہ اُس سے کوئی چھین نہیں سکتا تھا۔

ذکر ہے کہ ایک بار نپولین گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں جا رہا تھا کہ یکایک گھوڑا بگڑا اور اس کے قابو میں نہ رہا۔ قریب تھا کہ نپولین بُری طرح سے گرے کہ اتنے میں ایک سپاہی نے دوڑ کر لگام پکڑ لیا اور نپولین کی جان بچ گئی۔ نپولین نے اُس سپاہی سے کہا کہ کپتان میں تمہارا شکر گذار ہوں۔ اُس سپاہی نے ذرا بھی شک نہ کیا۔ اور کہا کہ حضور فوج کے کس دستے کا؟ نپولین نے فرمایا میرے خاص محافظ دستے کا۔

بہنو اور بھائیو! کیا اس سپاہی کی مانند جس کا نپولین کی بات پر پورا بھروسہ تھا۔ ہمارا بھروسہ اور ایمان اپنے عزیز منجی کے وعدے پر ہے۔ اگر ہے تو ہم اُس کے سچے اور کامیاب گواہ ہیں۔

(۵) وہ چھوٹی گواہ سچ بولنے والی تھی۔ تب تو نعمان نے اُسکی بات مان لی تھی۔ اگر ہم میں سچے گواہ کی یہ خاصیت موجود ہے تو ہم اپنے پیارے مُلک کے فرزندوں کو فوراً مسیح پاس لائینگے۔ ورنہ ہماری گواہی عبث ہوگی اور ہم جھوٹے گواہ ٹھہرینگے۔

(۶) اس چھوٹی گواہ کا ایمان زندہ تھا۔ اُسکو خدا کے نبی الیشع کی کامیابی پر بالکل شک نہ تھا۔ کیا ہم جو مسیح کے گواہ ہیں ہمارا ایسا حال ہے؟ کیا ہمارا ایمان زندہ ہے؟

(۷) اُس چھوٹی گواہ میں کمال ہمدردی تھی۔ اور ہر ایک سچے گواہ میں یہ وصف ہونا ضرور ہے۔ حضرت موسےٰ کو دیکھئے کہ جب اسرائیلیوں نے سونے کا معبود اپنے لئے بنایا اور خدا ان کو سزا دینا چاہتا تھا تو حضرت موسےٰ نے کہا۔ کاشکہ تو اُن کا گناہ معاف کرتا۔ اگر نہیں تو میں تیری منت کرتا ہوں کہ مجھے اپنے اُس دفتر سے جو تُو نے لکھا ہے میٹ دے۔ دیکھو مقدس پولوس کی ہمدردی دیکھو وہ کہتا ہے۔ مجھے یہاں تک منظور ہوتا کہ اپنے بھائیوں کی خاطر جو جسم کی رو سے میری قرابتی ہیں مَیں خود مسیح سے محروم ہو جاتا۔ سب سے بڑھ کر ہمارے خداوند کی جو سچا گواہ اور باپ کی ماہیت کا نقش ہے ہمدردی دیکھو کہ وہ یروشلم پر روتا ہے۔ کیا آپ نے جو ہند میں سکونت پذیر ہیں اس تمام دنیا میں کے گواہ ہیں کبھی ایسا کیا ہے۔ کیا آپ ہمدردی سے خدا کے سامنے اپنے پیارے ہموطنوں کے لئے جو گناہ میں مرتے ہیں کبھی روئے ہیں یا صرف نام کے گواہ ہیں؟

(۸) اُس چھوٹی گواہ کو روحوں کے بچانے کا شوق تھا ورنہ وہ نعمان جیسے دشمن کو ہرگز الیشع بزرگ کے پاس جانے کی صلاح نہ دیتی۔ بلکہ اُسکے گندے اور سڑے بدن کو دیکھ کر خوش ہوتی۔

بہنو اور بھائیو۔ کیا آپ کو جو خداوند کے گواہ ہیں روحوں کے بچانے کا شوق ہے؟ کتنی روحوں کو آپ نے بچایا؟ اگر آپ نے نہیں بچایا تو میں کیا کہوں کہ آپ کیسے گواہ ہیں؟

بہنو اور بھائیو! آؤ کہ ہم یگانگت حاصل کریں۔ خود غرض نہ بنیں۔ ناجائز فخر نہ کریں۔ اپنے پیارے منجی پر پورا بھروسہ اور اس کے وعدوں پر پختہ ایمان رکھیں اور بات کے سچے ہوں۔ ہمارے ہاں ہاں اور نہیں نہیں ہو۔ زندہ ایمان رکھیں۔ کمال ہمدرد ہوں اور روحوں کے بچانے کا شوق ہمارے دلوں میں کثرت

دیکھو صفحہ ۱۱

نورافشان

مطبوعہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۶ء

خدا پرستی یا اِنسان پرستی

بائبل یا مسیحیت کے سوا باقی مذاہب و اقوام کے عقائد و طرزِ عمل میں کمی بیشی سے ذیل کی باتیں ضرور پائی جاتی ہیں جنکی کوئی معقول وجہ ان مذاہب و اقوام کے لٹریچر میں آسانی سے کسی کو نہیں مل سکتی ہے۔

(۱) بچوں پر والدین پرستی لازم گردانی گئی ہے بعض مذاہب میں تو والدین پرستی بھی خدا پرستی کی جگہ لے چکی ہے۔ ظاہر ہے کہ جو بچے ہر روز دنیا میں پیدا ہوتے رہتے ہیں اُن سب کے والدین خدا پرست نہیں ہوتے۔ عالم و فاضل نہیں ہوتے۔ دینِ حق کے ماننے والے نہیں ہوتے وہ جو کسی ملت و مذہب کے ہیں بہ اعتقادی کے معتقد ہوتے ہیں والدین جبر و تشدد سے بچوں کو وہی کچھ منواتے ہیں جو خود مانتے ہوتے ہیں۔ وہ ہر بات میں بچوں سے اپنی مرضی کی ایسی اطاعت کراتے ہیں کہ خدا بھی ایسی اطاعت نہیں کراتا۔ کیا بچوں کے لئے والدین انسانی معبود نہیں ہیں؟

(۲) بچوں پر اُستاد پرستی یا معلم پرستی فرض گردانی گئی ہے ہر ایک بچہ مکتب میں داخل ہونے کے دن سے اُستاد و معلم پرست بنجاتا ہے۔ اُستاد کے آگے اُسکی آزادی مفقود ہے۔ اُسکی اپنی مرضی اور اپنی خوشی اور اپنے انتخاب بیکار ہیں۔ اُس کے لئے اُستاد کی ہر ایک بات کو ماننا اپنی اطاعت و فرمانبرداری سے اُسے خوش کرنا۔ جو کچھ وہ اسے سکھائے اُسے بے چون و چرا یاد کرنا لازم و ضروری ہے۔ کیا بچوں کے معلم و اُستاد بچوں کے معبود ہیں؟

(۳) نوکروں غلاموں کے مالک آقا ہیں۔ بنی نوع انسان کا کثیر حصہ نوکر و غلام و لونڈیاں بنکر اپنے مالکوں اور آقاؤں کا اسقدر پرستار ہے کہ ان غریبوں کو اپنے مالکوں اور آقاؤں کی خوشنودی کے سوا اور کسی بات کا وہم و گمان بھی نہیں ہوسکتا۔ یہ آقا اور مالک ان پر اور ان کے جان و مال پر پورا اختیار جتاتے ہیں۔ کیا یہ آقا اور مالک صاحبان اپنے نوکروں اور غلاموں اور لونڈیوں کے معبود نہیں ہیں۔

(۴) رعیتوں کے لئے ان کے بادشاہ اور حکام معبودوں سے کم ہیں؟ رعیتوں کی موت و زندگی۔ رعیتوں کی خوشحالی اور بدحالی کیا ان کے بادشاہوں کی اطاعت یا نافرمانی پر موقوف نہیں ہے کیا ہر ملک و قوم کے بادشاہ اپنی اپنی رعیتوں سے معبودوں سے کم عزت و احترام حاصل کرتے رہے ہیں؟

(۵) **حدود و مذاہب میں انسانی** تو تمہیں مخلوقات **معبودوں کا اندازہ لگا کر دیکھو** کہ ہر ایک چیز معبودی رنگ میں رنگی ہوئی نظر آجائیگی۔

(۱) اجرامِ فلکی پر انسانوں نے الوہیت کے مجتے اوڑھائے ہیں (۲) حیوانات اور کیڑے مکوڑوں تک کو معبود بنا کر دکھایا ہے (۳) پتھروں اور دھاتوں کے معبود بنا رکھے ہیں (۴) مندروں اور معبدوں کو معبود کی حیثیت دے رکھی ہے (۵) دریاؤں تک اور چشموں کے پانیوں تک میں گناہوں کے دھوئے جانے کا وصف تسلیم کر رکھا ہے (۶) پنڈتوں اور مولویوں کے اختیار میں لوگوں کا ایماندار ہونا یا کافر و بے ایمان ہونا آیا ہُوا ہے۔ وہ جسے چاہیں جہنمی بنائیں اور جسے چاہیں جنتی ٹھہرائیں (۷) پیری مریدی کے سلسلے میں پیر و مرشد صاحبان جدا مریدوں کے معبود بنے ہوئے ہیں۔ انہیں اپنے مریدوں کے جان و مال پر۔ اُن کی آزادانہ مرضی پر بصورت بیعت جدا آپہی اختیار و اقتدار حاصل رہتا ہے۔ انہیں اپنے مریدوں کی کثرت پر اس قدر ناز ہوتا ہے کہ وہ ادنا غربا سے بات کرنا بھی اپنی کسرِ شان خیال کرتے رہتے ہیں۔ مرید کے مال کو نذر و نیاز میں ہضم کرتے رہتے ہیں۔ ان سے سجدے کروا کر اپنی شان میں اضافے کرتے رہتے ہیں۔ (۸) دیوانتی اور صوفی خدا کی تمام مخلوقات کے ہر ایک مخلوق کو معبود بناتے ہیں اور ان کی زبانوں پر خدا ہونے کے دعوے چڑھے رہتے ہیں۔ یہ تمام باتیں امر واقعی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ کیا ہم سچائی سے خدا پرستی کے مدعی ہو سکتے ہیں؟ (باقی پھر)

ہماری بائبل اور مُسلم عُلما

جناب پادری غلام مسیح صاحب مصنف "ہماری بائبل اور مسلم علما" مستحق صد آفرین ہیں کہ انہوں نے ایک عجیب موضوع پر قلم اُٹھایا اور مسیحی و اسلامی دنیا کے مابین ایک رابطۂ پنہانی کا انکشاف کیا۔ اس کتاب میں بائبل کی اصلیت و حقیقت سے بحث کی گئی ہے کہ آیا یہ کتاب مقدس وہی ہے جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے۔ یا کوئی دوسری؟ اور اس نے انیس سو چھبیس میں کیسی کیسی علمی ترقی اور تہذیب و شائستگی پھیلائی ہے۔ اس دنیا کو مہذب و شستہ بنایا ہے۔ زمانۂ سابقہ میں اس کی کیا کیا یادگاریں ہیں اور اس کتاب کو دیگر کتب مذہبی پر کیوں فوقیت ہے اور یہ کیونکر نظامِ عالم کے معانی و مطالب کا مجموعہ ہے۔ نیز جگہ بجگہ ضروری اصول حیات کی تابش بھی آنکھوں کو نور اور دل کو سرور بخشتی جاتی ہے کس طرح صرف بائبل کے پاک اوراق ہی ہر درد کے درماں اور ہر غم کے تعویذ ہیں۔ اگر تم سخت رنج و غم میں مبتلا ہو تو یوحنا کی انجیل کے ۱۴ باب کو پڑھو۔ اگر کسی گناہ کا بوجھ ستاتا ہو تو زبور ۵۱ کو پڑھو جب فکرمند ہو تو متی ۶: ۱۹-۳۴ کو پڑھو جب کبھی آفت و خوف میں ہو تو زبور ۹۱ کو پڑھو۔ جب تم پست ہمت ہو جاؤ تو زبور ۶۰ کی تلاوت کرو۔ وغیرہ وغیرہ غرضیکہ وہ نقشہ کھینچا گیا ہے کہ رشکِ نقشِ سلیمانی ہوگیا ہے۔ مسئلۂ تثلیث کو صرف ایک صفحہ ۳۴ میں اس مختصر نویسی اور شیریں بیانی سے حل کیا ہے گویا دریا کو کوزہ میں بند کردیا اور شیرِ نبات آمیز تو کانوں کے ذریعہ سے دل میں اُتار دیا ہے۔ زیرِ عنوان "مذاکرہ

علیہ بابت حقیقت نسخ شریعت" ۔ تحقیق و تدقیق کے دریا بہائے ہیں کہ بے ساختہ زبان سے مصنف کی قابلیت و لیاقت کی داد نکلتی ہے۔ تنسیخ و تحریف اور منسوخ و محرف پر ایک مبسوط بحث ہے۔ بائبل پر بہتانِ تحریف کا وہ دنداں شکن جواب ہے کہ کوئی ذی علم جو ایک مرتبہ اس کتاب کو دیکھ لیگا ایسے گناہ کا کبھی مرتکب نہ ہوگا اور مسیحی علمائے قدیم کی نسبت پر حملہ نہ کریگا۔ جس تحریف کا بائبل مقدس پر اختمال ہے۔ اس سے کہیں زیادہ قرآن مجید میں ہونیکا اثبات ہے۔ شیعہ اور سُنی دونوں کی کُتب معتبرہ سے ظاہر کیا ہے۔ قرآن شریف کیوں بائبل کی مدح سرائی میں رطب اللسان ہے اور کس واسطے اسکو نور و ہدایت کا سرچشمہ بتلاتا ہے اور ہر دو میں کس ابطہ پنہانی کا اظہار کرتا ہے۔ مشاہیر مسلم علما کے مضامین کا اقتباس بھی دیا گیا ہے کہ وہ لوگ بائبل کی عظمت و فضیلت کے سامنے کیوں سر خم تسلیم خم کئے ہوئے ہیں اور اسکو سرتاپا الہام مانتے ہیں۔ بہر کیف کتاب کیا ہے معلومات نادرہ کا مخزن ہے۔ ہر مسیحی دار المطالعہ اور گھر میں اس کا ہونا اشد ضروری ہے۔ کیونکہ کتب دینی میں اس کا وہی مرتبہ ہے جو پھولوں میں گل سرسبد کا ہوتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ موجودہ مسلم علما بھی اسکو ضرور خریدینگے۔ اور اس کے براہین قاطعہ اور مضامین ساطعہ سے اپنے تذبذب کو رفع کرینگے۔ قیمت عہ

شفاعت

ماسٹر میر اخاں صاحب لودھیانوی کا عطیہ

ہم ماسٹر میر اخاں صاحب کے شکر گذار ہیں کہ جنہوں نے ہمارے پاس دس روپیہ بطور امداد روانہ فرمائے ہیں ہم ان دس روپیوں کی نو کاپیاں ہماری **بائبل اور مسلم علما** نامی کتاب کی آپ کی طرف سے ان اصحاب کو مفت روانہ کرنے کو تیار ہیں جو قلیل تنخواہ کے وہ مسیحی مناد ہوں جو مسلمانوں میں مسیحی خدمت کرتے ہیں اور کتاب کو خریدنے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں مشنری انچارج کی سفارش و تصدیق درخواست کے ساتھ بھیج سکتے ہیں درخواست کنندگان اگر اپنی درخواست کے ساتھ مشنری انچارج کی سفارش و تصدیق روانہ فرمائینگے تو ہم کسی ایسی درخواست کو منظور نہ کرینگے۔ تین ہفتہ کے بعد کوئی درخواست منظور نہ ہوگی۔ ایڈیٹر

مسیحیت کی تجدید
اور
تاریخ کلیسیائے ہند کا ایک ورق

گذشتہ سے پیوستہ

ایک دن مدورا شہر میں یہ خبر بجلی کی طرح پھیل گئی کہ ایک سنیاسی دور دراز مقام سے مدورا کی ارض مقدس کی شہرت سنکر آیا ہے۔ اس کے خادم صرف برہمن ہی ہیں۔ لوگ اس سنیاسی کے درشن کرنے کے لئے جوق درجوق آنے لگے۔ یہ سنیاسی **رابرٹ ڈی نوبلی** مسیحی مُبلغ ہی تھا۔ اس نے جوگیا رنگ کا لمبا چوغہ پہنا ہوا تھا اور کندھوں پر شیخ دو پٹہ ڈالا ہوا تھا اور سر پر پگڑی اور پاؤں میں کھڑاویں تھے۔ اس نے ایک جنیؤ بھی پہنا ہوا تھا جس میں پانچ دھاگے تھے۔ ان میں سے تین دھاگے سنہری تھے (جو مقدس ثالوث کا نشان تھا) اور دو چاندی کے تھے (جو ربنا المسیح کے جسم اور روح کا نشان تھا) اور اس میں ایک چھوٹی سی صلیب آویزاں تھی۔ لوگ اس کے درشن کو جوق درجوق آتے۔ لیکن وہ کسی سے نہیں ملتا تھا اس کے برہمن خدام کسی کو اس کے پاس اندر نہیں جانے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ "گروجی دھیان میں مشغول ہیں اور نہیں مل سکتے"۔ اس کی شہرت روز بروز پھیلتی گئی اور لوگ بار بار اس کے درشن کو آتے اور ناکام واپس چلے جاتے تھے۔ کچھ مدت کے بعد جب کوئی شخص دو تین دفعہ ناکام رہ جاتا اور پھر ملاقات کے لئے آتا تو اسکو ملاقات کا شرف دیا جاتا تھا۔ ڈی۔ نوبلی دن میں صرف ایک بار کھانا کھاتا تھا اور دودھ چاول اور سبزی پر ہی اکتفا کرتا تھا۔ اونچی ذات کے لوگ اسکے درشن کرنے کو آتے تھے اور نہ صرف برہمن بلکہ رؤسا اور عمائد سلطنت بھی اس کے پاس آتے تھے۔ جب وہ اسکی ملاقات کو آتے تو وہ ہاتھ جوڑ کر اسکو سلام کرتے اور سر جھکا کر اس کے پاؤں کو چھوتے تھے وہ خود چوکڑی مار کر ایک لکڑی کے تخت پر بیٹھا رہتا تھا۔ جو لوگ اس کے چیلے بننا چاہتے تھے وہ اسکو تین بار ہاتھ جوڑ کر سلام کرتے اور زمین پر خم ہو کر اس کے سامنے کھڑے رہتے تھے۔ ایک دفعہ مدورا کے ایک راجہ نے اسکو اپنے پاس بلا بھیجا لیکن اس نے جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں دھیان میں مصروف ہوں اور بازاروں اور گلی کوچوں میں سے گذرنا نہیں چاہتا مبادا میری آنکھیں کسی عورت کی شکل دیکھ لیں اور میری روح ناپاک ہو جائے وہاں کے لوگ اسکی پاک اور بے ریا زندگی کو دیکھکر حیران و ششدر رہ گئے اور سمجھنے لگے کہ ایسے پاک گرو کی تعلیم ضرور حق اور راست ہوگی۔ وہاں کے سردار پردکمتی نے اس کو شہر کے اس حصہ میں جگہ دی جہاں صرف برہمن ہی رہتے تھے جب اُس سے اُس کی ذات کی بابت استفسار کیا گیا تو اُس نے کہا کہ میں نہ فرنگی ہوں۔ نہ پرتگیزی ہوں۔ بلکہ روم کے راجاؤں میں سے ہوں اور میں نے دنیا کو ترک کر دیا ہے اور روم کے برہمنوں میں سے سب سے اونچی ذات کے برہمن میں سے ہوں۔ اُس نے ایک پرانا کاغذ کا پرچہ دکھا کر اُن پر یہ ثابت کر دیا کہ روم کے برہمن برہما دا سے نکلے ہیں اور اسکی ساری نسل میں سب سے اونچی ذات کے برہمن ہیں۔ لوگ اس کی تعلیم کو خوشی سے سُنتے اور قبول کرتے تھے۔ وہ اعلےٰ تامل زبان میں اُن سے گفتگو کرتا تھا۔ کیونکہ اس زبان میں اُسے کامل دستگاہ تھی وہ اس کی علم و ادب کے بہترین مصنفوں سے کما حقہ واقف تھا۔ اور اُن کی بہت سی تحریرات اُسکو زبانی یاد تھیں جنکو وہ سُنایا کرتا تھا۔ وہ نظموں کو ترنم کے ساتھ گایا کرتا تھا اور اُسکی آواز نہایت شیریں اور دلکش تھی۔ وہ ایک لمبا قد آور جوان تھا۔ اور اُس کے چہرے سے رعب ٹپکتا تھا۔ اس کو ہندو شاستروں سے بخوبی واقفیت تھی اور اُس نے کتابیں تصنیف کرنی شروع کیں جن میں اُس نے ہندو مذہب کے فلسفہ اور دقت



میں مسیحیت کی پیوند لگانی شروع کی۔ اس کی تصنیفات میں سب سے مشہور "پانچواں وید" ہے۔ اس کتاب میں اس نے مقدس بائبل کی آیات اور رومی کلیسیا کی روایات اور برہما کے چند اقوال کو یکجا اکٹھا کرکے بصورت کر در پیش کیا اور اُن کی کتابوں سے یہ ثابت کر دیا کہ "پانچواں وید" جو کھو گیا تھا ایمان لانا مکتی پانے کے لئے ضروری ہے۔ وہاں کے برہمن بھی اس کے علم فضل اور لیاقت کا لوہا مان گئے اور برہمن چیلے ڈی نوبلی کے پاس آنے شروع ہو گئے اور اس نے لوگوں کو بپتسمہ دینا شروع کر دیا اور چند سالوں کے اندر بہت لوگ مسیحی ہو گئے۔ اب سوال یہ پیدا ہوا کہ یہ مسیحی کہاں تک ہندو رسوم پر عمل کر سکتے ہیں۔ اس نے انکو بہت سیرانے رسوم پر عمل کرنے کی اجازت دیدی۔ چنانچہ اُس نے اپنے نو مریدوں کو چٹیا رکھنے کی اجازت دیدی۔ وہ جنیئو بھی پہنتے تھے۔ لیکن اُن کے جنیئو میں کچھ تھوڑا سا فرق تھا۔ وہ اپنی پیشانی پر ذات کا ٹیکا بھی لگاتے تھے۔ لیکن اُن کا ٹیکہ صلیبی شکل کا ہوتا تھا اور لگائے گئے گوبر کی راکھ کی بجائے صندل کی لکڑی کی راکھ کا ہوتا تھا۔ ذات کے امتیاز حسب سابق قائم رکھنے کی بھی اس نے اجازت دیدی۔ کیونکہ اُس کی یہ رائے تھی کہ ذات محض ایک معاشرتی امتیاز ہے۔ اور اس کا مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ پس اس نے نو مریدوں کو ذات پات کے امتیازات کو چھوڑنے پر مجبور نہ کیا۔ اس نے ۱۶۰۶ء میں یوں لکھا تھا "مسیحی ہونے سے کوئی شخص اپنی ذات یا عالی نسبی یا رسوم کو ترک نہیں کرتا۔ یہ خیال کہ مسیحیت کا اُن کے ساتھ تعلق ہے محض القائے شیطانی ہے اور مسیحیت کی راہ میں رکاوٹ کا باعث ہے اور پادری فرنینڈیز کے کام کا اسی شیطانی وسوسہ نے ستیاناس کر دیا ہے۔"

عوام الناس کا یہ یقین تھا کہ مبلغین اور اُن کے نو مرید لوگوں میں سے بھوت نکال سکتے ہیں۔ اور اُن پر جادو ڈال سکتے ہیں۔ ایک دفعہ راجہ کے خزانچی کے ہاں کوئی رکا نہیں ہوتا تھا۔ وہ ڈی نوبلی کے پاس گیا۔ جس نے اُسکو ایک سنہری پتہ پر ایک فقرہ لکھ دیا۔ اور وہ اُس نے اپنی بیوی کے گلے میں ڈال دیا۔ وہ پھر ڈی نوبلی کے پاس آیا جس نے اس کے لئے دعا کی اور اُس نے رومی کلیسیا کی رسوم معلوم کیں۔ اور وعدہ کیا کہ راجہ سے چھٹی لے کر وہ مسیحی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئیگا۔ ایک دفعہ ایک جوگی نے ایک مسیحی کی مالا اور صلیب چرالی اور وہ اشیا اس نے اپنے بیٹے میں سے بھوت نکالنے کے لئے استعمال کیں۔ ایک دفعہ ترچنا پلی میں ایک ستی ہونے والی عورت کے والدین نے اُس کو اور اُس کے نازائیدہ بچہ کو بچانے کی کوشش کی۔ ایک مسیحی کارندہ نے اُسکو راکھ کی چٹکی دی۔ جس پر برکت کا کلمہ پڑھا گیا تھا۔ جب وہ اُسکو نگل گئی تو اُس کے دل سے ستی ہونے کا خیال ہی نکل گیا۔

ڈی نوبلی نے ارد گرد کے سرداروں اور راجاؤں کو خطوط بھی تحریر کئے۔ ایک خط اُس نے کرشنپور کے راجہ کو جو تقریباً ۸۰ میل دور تھا لکھا اور راجہ نے نہایت انکساری سے جواب دیا۔ ایک اور خط اس نے منم ودر کے راجہ کو لکھا۔ جو اس کے پیغامبر کے ساتھ بڑی عزت و توقیر سے پیش آیا۔

مدورا میں ویدانت اور ہندو فلسفہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ مسیحی نو مریدوں نے اس سے درخواست کی کہ وہ ہندو فلسفہ اور ویدانت پر اُن کو درس دے اگرچہ ڈی نوبلی سنسکرت زبان سے کما حقہ واقف تھا اور بخوبی بول بھی سکتا تھا۔ لیکن اُس نے پھر از سر نو مطالعہ کیا۔ کیونکہ اُس کا خیال تھا کہ بعد میں برہمنوں کے لئے بھی درس دے۔ اس کا پہلا مرید ایک گرد تھا اور وہ ڈی نوبلی کے ساتھ بیس دن تک بحث کرتا رہا۔ بپتسمہ کے بعد اُس کا نام البرٹ رکھا گیا البرٹ بھوت نکالنے کے لئے مشہور تھا۔ اور اس کے مسیحی ہونے کے بعد اونچی ذاتوں میں سے بہت لوگ مسیحی ہو گئے۔ جن میں سے بہت سے علم و فضل کے سبب مشہور بھی تھے۔ ان سب کے لئے البرٹ بطور ایک رسول کے تھا۔ نو مریدوں میں میں نایک ذات کے تھے۔ یہ ذات مدورا کے راجہ کی تھی۔ دو نایک برادران کو بپتسمہ کے بعد ایلکسس اور دسودیم نام دیئے گئے۔ ان نو مریدوں میں سے ایک بڑا زمیندار بھی تھا جو تمام زمینداروں کے سردار کا رشتہ دار تھا۔ یہ سردار خود بھی مسیحی ہونا چاہتا تھا۔ لیکن وہ راجہ سے ڈرتا تھا۔ ایک اور راجہ بھی مسیحی ہو گیا اور اُس نے وعدہ کیا کہ اس کے پانچ ہزار رعایا بھی مسیحی ہو جائینگے ایک اور نو مرید ولالا شہر میں مدرس تھا جو یہ دکھتی کا رشتہ دار ہونے کے علاوہ دولتمند اور صاحب علم برہمن تھا۔

(باقی آئندہ) برکت اللہ

مناظرۂ قصور

نمبر پنجم

لیکن کلمہ نہ صرف عقل ہے بلکہ وہ قوتِ ناطقہ بھی ہے۔ جس کا ظہور نہ صرف ازلاً ذاتِ الٰہی کے باطن ہی میں ہوتا ہے۔ بلکہ خارج میں بھی ہوتا ہے۔ اُس کے **ظہورِ خارجی کی دو صورتیں ہیں۔**

(۱) جب خدا۔۔۔ اپنے کلمہ کے ذریعے سے اپنے آپ کو خارج میں بھی ظاہر کرتا ہے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سب خارجی اشیا کسوتِ ہست و بود سے آراستہ و پیراستہ ہو جاتی ہیں۔ یعنی مادہ اور ارواح موجود ہو جاتی ہیں۔ خدا نے کہا ہو اور ہو گئے۔ اس لئے کلمۃ اللہ کی شان میں یہ آیت آئی ہے کہ تمام چیزیں اُس کے وسیلہ سے پیدا ہوئیں۔ اور جو کچھ بھی پیدا ہوا ہے۔ اُس میں سے کوئی چیز بھی اُس کے بغیر پیدا نہ ہوئی۔ اُس میں زندگی تھی۔ یوحنا ۱: ۳ و ۴۔

اہلِ اسلام بھی اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ خدا نے **کلمۂ کُن** سے تمام مکوّنات کو خلق کیا۔ لیکن صاف ظاہر ہے کہ لفظ کُن حادث ہے اور موضوع ہے۔ کیا خدا نے حادث سے حادث کو پیدا کیا؟ یہ کیسا عجیب خیال ہے۔ لیکن انجیل مقدس بتا دیتی ہے

کہ خدا تعالےٰ نے اپنے ازلی کلمہ سے جو قدرت حکمت اور اپنے میں زندگی رکھتا تھا۔ تمام کائنات کو خلق کیا اور وہ کلمہ جس کے وسیلے سے عالم پیدا ہو گئے وہ کسی زبان کا لفظ نہ تھا۔ کیونکہ الفاظ تو خود ہی محدث وموضوع ہوتے ہیں۔ وہ ہرگز ہرگز محدثات کی علت نہیں ہوسکتے۔ پس جس کلام سے خدا نے تمام کائنات کو خلق کیا وہ عین خدا تھا۔ اور اس میں زندگی بالوجوب تھی اور یہی علت محدثہ کہلاتی ہے۔

پھر لکھا ہے کہ وہ (مسیح) اندیکھے خدا کی صورت اور تمام مخلوقات سے پہلے مولود ہے۔ کیونکہ اُسی میں ساری چیزیں پیدا کی گئیں۔ آسمان کی ہوں یا زمین کی۔ دیکھیں ہوں یا اندیکھی۔ تخت ہوں یا ریاستیں یا حکومتیں یا اختیارات۔ ساری چیزیں **اُسی کے وسیلے سے اور اُسی کے واسطے** پیدا ہوئی ہیں۔ اور وہ سب چیزوں سے پہلے ہے اور اُسی میں ساری چیزیں قائم رہتی ہیں۔ کلسی ۱: ۱۵-۱٦-۱۷۔ اس سے رسُولِ مقبول کا یہ مطلب ہے کہ (۱) خلق کرنے کی قوت مسیح سے علیحدہ اور اُس سے خارج میں موجود نہ تھی بلکہ وہ **خالقِ بالقوہ** ہے اور (۲) پھر ساری چیزیں مسیح سے پیدا ہوئیں۔ یعنی وہ قدرت جس سے یہ دُنیائیں مہت کی گئیں مسیح سے صادر ہوئی اور وہی کُل عالم دینی ودنیاوی (مرئی وغیر مرئی) کا خالق بالفعل بھی ہے۔ اور (۳) تمام اشیاء مسیح کے لئے پیدا کی گئیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کوئی ایسا ادنےٰ خالق نہیں ہے جو کسی اور کے لئے خلق کرے۔ نہیں۔ بلکہ وہ اپنے لئے ہی خلق کرتا ہے۔ وہ تمام اشیاء کا منبع مُنبعہ۔ موجد۔ علتِ فاعل اور نیز علت غائی بھی ہے۔ اس لئے رسُولِ معظم یہ بھی فرماتا ہے کہ وہ یعنی یسوع مسیح سب چیزوں سے پہلے ہے اور اُسی سے سب چیزیں قائم رہتی ہیں۔

پس اس کل بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح بحیثیت کلمۃ اللہ ہونے کے مخلوق نہیں ہے۔ بلکہ کل مخلوقات سے مقدم اور نیز کل مخلوقات کا خالق۔ مالک۔ رازق اور پروردگار۔ ومنتظم ہے کیونکہ وہ خود خدا ہے۔ اس لئے ہم مسیح کو باعتبار کلمۃ اللہ (لگاس عقیادی) ہونے کے **ذاتِ الٰہی** مانتے ہیں۔ کیونکہ کلمۃ اللہ ازل سے ہے اور خدا کے ساتھ ہے اور خدا ہے اور انجیلِ مقدس میں کل صفات واوصاف الٰہی سے مُتصف ہے۔ یعنی

(۱) وہ خدا کی ماہیت اور ذات ہے۔ یوحنا ۱۰: ۱ و ۱۷: ۲۱۔

(۲) وہ خدا کے برابر ہے۔ یوحنا ۵: ۱۸۔

(۳) اُس میں اُلوہیت کا کمال بستا ہے کلسی ۱: ۱۳ تا ۲۰

(۴) وہ خدا کی شبیہ اور صورت ہے یوحنا ۱۴: ۹-۱۱۔

(۵) تمام اوصافِ الٰہی اُس کو منسوب کئے گئے ہیں۔ یوحنا ۱: ۱ و ۲۰: ۲۸ و ا یوحنا ۵: ۲۰ و اعمال ۲۰: ۲۸۔ ورومیوں ۹: ۵ و ۲ تسلی ۱: ۱۲ و مکاشفات ۱۹: ۱٦ و اتم ۳: ۵ و ۱٦ و ۱۴: ۱۰ و طیطس ۲: ۱۳ و ۱: ۳ وعبرانی ۱: ۸-۹

(٦) وہ ازلی وابدی ہے۔ یوحنا ۱: ۲ و ۸: ۵۸ و ۱۷: ۵-۲۴ ومکاشفات ۱: ۸-۱۷-۱۸ و ۲۲: ۱۳۔

(۷) وہ لاتبدیل وغیر مُتبدل ہے۔ عبرانی ۱: ۱۱-۱۲ و ۱۳: ۸

(۸) وہ ہمہ داں ہے۔ متی ۱۱: ۲۷ و یوحنا ۲: ۲۳ تا ۲۵ و ۲۱: ۱۷ ومکاشفات ۲: ۲۳۔

(۹) وہ ہمہ جا حاضر وناظر ہے۔ یوحنا ۳: ۱۳ ومتی ۱۸: ۲۰ و ۲۸: ۲۰۔

(۱۰) وہ قادرِ مُطلق ہے یوحنا ۵: ۱۷ وعبرانی ۱: ۳- ومکاشفات ۱: ۸ و ۱۱: ۱۷۔

(۱۱) وہ خالق وپروردگار ومنتظمِ حقیقی ہے۔ عبرانی ۱: ۳ وکلسی ۱: ۱٦ و ۱۷ ومتی ۲۸: ۱۸ وعبرانی ۱: ۲ و یوحنا ۱: ۳۔

(۱۲) وہ زمین وآسمان کا اختیار رکھتا ہے۔ متی ۲۸: ۱۸ و یوحنا ۳: ۳۵ و ۳: ۱۸ و ۱۷: ۲ و اعمال ۲: ۳٦ و رومیوں ۱۴: ۹ و ا قرنت ۱۵: ۲۷ و افسی ۱: ۱۰ و فلپی ۲: ۱۰-۱۱ و ۱۷ و ۱۴ و ا پطرس ۳: ۲۲ و عبرانی ۱: ۲ و ۲: ۸-

(۱۳) وہ روزِ حشر کا عادل ومنصف ہے۔ ۲ قرنت ۵: ۱۰ و متی ۲۵: ۳۱ و ۳۲ و یوحنا ۵: ۲۲ ومکاشفات ۲: ۲۳ و ۲۰: ۱۲ تا ۱۵ و ۲ تم ۴: ۸ ومکاشفات ۱: ۵-۹ و ۵: ۱۱-۱۲ و ۷: ۱۰-

(۱۴) وہ معبودِ برحق ہے متی ۲۸: ۱۹ و یوحنا ۵: ۲۲ و ۲۳ و یوحنا ۱۴: ۱- و اعمال ۷: ۵۹-۶۰ و ا قرنت ۱: ۲ و ۲ قرنت ۱۳: ۱۴ و فلپی ۲: ۹ و ۱۰ و عبرانی ۱: ٦ وغیرہ وغیرہ۔

پس ہم مسیح کو کلام الٰہی کی بنا پر غیر اللہ نہیں سمجھتے۔ اور نہ غیر اللہ مان کر اُسکو خدا کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔ ہم اس بات کو بمنزلہ کُفرِ عظیم سمجھتے ہیں کہ خدا کے ساتھ کسی غیر جنس کو شریک کریں۔ پس وہ غیر اللہ یا مخلوق نہیں۔ اور نہ وہ شے ہے۔ بلکہ یوحنا ۱: ۱ کے مطابق مسیح کی اصل ذات کلمۃ اللہ ہی ہے اور وہ ذاتِ الٰہی رکھتا ہے۔ یعنی خدا کی اور کلمۃ اللہ کی ایک **ہی ذات ہے**۔ کیونکہ چشمۂ اُلوہیت ([illegible]) باپ ہی ہے۔ اور بیٹے کی اصل ([illegible]) بھی وہی ہے۔

(۲) خدا اس خلقت کو خلق کر چھوڑ نہیں دیتا۔ بلکہ اپنا تعلق اُس سے قائم رکھتا ہے۔ وہ آلا اور ذریعہ جس سے یہ تعلق قائم رہتا ہے بجز کلمۃ اللہ کے کوئی اور دوسرا ہو ہی نہیں سکتا اور جس طریق سے یہ تعلق برقرار رکھا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ کلمۃ اللہ نے ناسُت کو اختیار کرنا اور انسانی جسم اور روح کو خدا کے اعلیٰ واکمل ظہور کا مسکن بناتا ہے۔ یہی اُس کے خارجی ظہور کی دوسری صورت ہے۔ لکھا ہے کہ کلام مجسم ہوا اور فضل وسچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال۔

الغرض اس بیان سے اب آپ پر بخوبی روشن ہو گیا ہوگا کہ انجیل شریف اور نیز کتب الانبیاء میں کلمۃ اللہ اس معنی میں آیا ہے کہ (۱) ازل سے خدا کی ذاتِ مقدس میں مثلِ عقل وذہن اور کلمہ مستور کے موجود ہے اور اس سے صادر ہوا۔ ستا ہے ترجمہ

بجب اور نہ بیٹا نہ باپ کے پیچھے اور نہ باپ بیٹے سے پہلے۔ اس لئے کہ خدا کی ذات قبل و بعد اور تقدم و تاخر سے بری ہے۔ جیسا کہ نور اور اُسکی شعاع میں تقدم و تاخر نہیں ہوتا۔ یعنی جس وقت نور ظاہر ہوتا ہو شعاع بھی اُسی دم ظاہر ہوتی ہے۔ ہر چند کہ شعاع نور سے نکلتی ہے اور ان دونوں کی ذات بھی ایک ہی ہوتی ہے اسی طرح اس میں اور خدا میں بہ لحاظ ذات کوئی مغایرت نہیں اور (۳) نیز اس معنی میں کہ مثلِ قوتِ نطق وہ ذات الٰہی کے اسرار و اوصافِ الٰہی کے راز کو اس عالم اسباب میں زمان و مکان کی قید میں لاکر انسانی محاورہ اور لہجہ میں ادا کرتا ہے۔ وہ الٰہی زندگی اور خیالات کا لسانِ انسانی میں مترجم ہے اور اسی سبب سے اس کا نام کلمۃ اللہ ہے۔

لیکن چونکہ اسی ازلی کلمہ نے جامۂ انسانی اختیار کیا۔ اور ایک انسانی جسم میں ظاہر ہُوا۔ اس لئے وہ کامل خدا اور کامل انسان بھی ہے۔ اور اسی سبب سے اُسکی حیثیت **رسول اللہ۔ عبیدیاد** اور **مجتبیٰ** وغیرہ وغیرہ بھی ہے۔

فی الجملہ مسیح الوہیت کی نسبت قدیم ہے اور انسانیت کی نسبت حادث اور مرسل ہے۔ اسکی باطنی ذات الوہیت اور ظاہری ذات انسانیت ہے۔ صفاتِ الٰہیہ اُلوہیت سے متعلق ہیں اور صفاتِ انسانیہ انسانیت سے۔ نہ بالعکس۔ اُلوہیت کی نسبت ساری صفاتِ الٰہیہ اُس سے منسوب ہیں۔ اور انسانیت کی نسبت ہر صفت میں بجز گناہ کے آدمیوں کی مانند ہے۔ انسانیت کی نسبت خدا سے متغائر اور کمتر۔ الوہیت کی نسبت خدا کے برابر اور یکساں ہے اور غیر مفروق و غیر منقسم ہے نہ انسانیت اُلوہیت سے مبدل اور نہ اُلوہیت انسانیت سے مرکب ہوئی۔ نہ قدیم حادث اور نہ حادث قدیم ہُوا۔ جیسا رُوح و بدن۔ روح نہ بدن ہے اور بدن نہ روح سے مرکب ہے۔ بدن کی صفتیں اَور ہیں اور رُوح کی صفتیں اَور۔ اور وہ علاقہ جو مسیح میں فیما بین اُلوہیت و انسانیت قرار پایا ہے۔ نہ حلول کی قسم سے ہے۔ نہ اتحاد کی۔ بلکہ وہ ایک خاص علاقہ ہے جسکی ماہیت اسرار الٰہی میں سے ہو کر عقل کے درک و دریافت سے باہر اور معدوم الدرک کی قبیل سے ہے۔ ہم صرف اس کو کلام الٰہی سے جانتے اور اُسکی دلیل پر اُسے مانتے ہیں۔ اور اس میں اجتماع ضدین بھی نہیں۔ بلکہ علاقہ بین الضدین ہے۔ بلا حلول و اتحاد و ترکیب۔ اور یہ ممکنات میں سے ہے۔ مثلاً رُوح و بدن۔ لہٰذا تمام معترضین کے تمام اعتراضات جو انسانیت کے لحاظ سے اُلوہیتِ مسیح پر کئے جاتے ہیں۔ باطل ٹھہرتے ہیں۔ اور صاف ظاہر ہے کہ انسانیت سے مسیح کی الوہیت کسی وجہ سے باطل نہیں ہوتی۔ ہم پہلے باہمی فیصلہ کر چکے ہیں کہ خدا کسی مادی جسم اور انسانی جسم میں بھی آسکتا ہے اور کوئی شے اُسکو روک نہیں سکتی۔ اور یہ علاقہ عجیب جو مسیح میں فیما بین اُلوہیت و انسانیت کے قرار پایا ہے۔ سو اس مقصدِ اعلےٰ سے ہوا ہے۔ کہ مسیح گناہوں کا فدیہ اور کفارہ دیوے۔ اور خدا کے مقرر کردہ طریق سے ایمانداروں کے واسطے نجات کا باعث ہو۔ اور کلمۃ اللہ کا جامۂ انسانی میں آنا خدا کے ازلی ارادہ کے مطابق مقرر شدہ امر تھا۔ آپ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا کو یاد رکھئے بائبل سے صاف ظاہر ہے کہ اس کلمۃ اللہ کا ظہور مختلف وقتوں میں مختلف اشخاص آدم۔ ابراہیم۔ یعقوب۔ جدعون۔ منوحہ وغیرہ وغیرہ پر ہوتا رہا ہے۔ لیکن موسےٰ پر بھی جلتے ہوئے بوٹے میں سے اس لئے ظاہر ہُوا تھا کہ بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی اور ظلم سے رہائی دلائے۔ اور پھر یہی کلمۃ اللہ آخری زمانہ میں خاص انسانی جامہ کو اختیار کر کے بنی آدم پر ظاہر ہُوا۔ تاکہ گنہگاروں کو شیطان کی غلامی اور خدا کے قہر و غضب اور آتشِ دوزخ کے عذاب ابدی سے بوسیلہ کفارہ بچائے۔ (باقی آئندہ)

راقم ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ
قصور۔ ضلع لاہور۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھئے۔

کن اصولوں پر چلکر ہند سوراج حاصل کرسکتا ہے

گزشتہ سے پیوستہ

خدا کی بادشاہت

سب سے ضروری بات ہند میں صلح قائم رکھنے کی یہ ہے کہ اہل ہند صلح کے شہزادے یعنے یسوع مسیح کی بادشاہت کے اصولوں کو جنکو وہ خدا کی بادشاہت کہتا ہے دریافت کریں جو کہ انجیل میں تشریح کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ اور بعد دریافت ان پر عمل کریں۔ ایک دفعہ ایک شخص نقودیمس نام جو اہل یہود کا مذہبی معلم تھا مسیح کے پاس آیا اور مسیح سے مذہبی تعلیم حاصل کرنی چاہی مسیح نے اُسے فرمایا کہ خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کے لئے ہر ایک شخص کا ازسرنو پیدا ہونا لازمی ہے۔ یعنے جسمانی مزاج سے روحانی مزاج بننا ضروری ہے۔ دیکھو انجیل یوحنا باب ۳ آیات ۱: ۷ اس بیان میں الفاظ جسمانی مزاج اور روحانی مزاج تشریح طلب ہیں جنکی تشریح کے لئے میں ناظرین کی توجہ پولوس رسول کے خط بنام گلتیاں ۵: ۱۶: ۲۵ کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں پر لکھا ہے کہ روح کے موافق چلو تو جسم کی خواہش کو ہرگز پورا نہ کرو گے۔ کیونکہ جسم روح کے خلاف خواہش کرتا ہے اور روح جسم کے خلاف۔ اور یہ ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ تاکہ جو تم چاہتے ہو وہ نہ کرو۔ اگر تم روح کی ہدایت سے چلتے ہو تو شریعت کے ماتحت نہیں رہے۔ اب جسم کے کام تو ظاہر ہیں۔ یعنے حرامکاری۔ ناپاکی۔ شہوت پرستی بت پرستی۔ جادوگری۔ عداوتیں جھگڑا حسد غصہ۔ تفرقے۔ جدائیاں۔ بدعتیں۔ بغض۔ نشہ بازی۔ ناچ رنگ اور اور ان کی مانند ایسے کام کرنے والے خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے۔ مگر روح کا پھل محبت۔ خوشی۔ اطمینان تحمل۔ مہربانی۔ نیکی۔ ایمانداری۔ حلم۔ پرہیزگاری۔

ہے۔ ایسے ایسے کاموں کی کوئی شریعت مخالف نہیں اور جو مسیح یسوع کے ہیں۔ اُنہوں نے جسم کو اُس کی رغبتوں اور خواہشوں سمیت صلیب پر کھینچ دیا ہے اگر ہم روح کے سبب سے زندہ ہیں تو روح کے موافق چلنا بھی چاہئے۔ مندرجہ بالا بیان سے معلوم ہوا کہ جسمانی مزاج تو گناہ سے پُر ہے اور روحانی مزاج گناہ سے نفرت رکھنے والا ہے۔ جیسے کہ خدا کا مزاج گناہ سے نفرت رکھنے والا ہے۔ اسی واسطے جو شخص گناہ نہیں کرتا ہے۔ اُسکو گناہ سے نفرت ہے۔ اسکو مسیحی اصطلاح میں از سرِ نو پیدائش یافتہ (انجیل یوحنا ۳: ۳) خدا سے پیدا ہُوا (انجیل یوحنا ۱: ۱۳) کہتے ہیں بہت سے لوگ دیکھنے میں نیک معلوم ہوتے ہیں۔ پر اگر اُن کے دل میں گناہ سے نفرت نہیں تو وہ سب جسمانی مزاج ہیں۔ بڑے افسوس سے تجربہ کی بنیاد پر یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے پیارے ملک ہندوستان میں لوگوں کے دلوں میں گناہ سے نفرت نہیں۔ وہ نفرت جو خدا کو گناہ سے ہے اور جس گناہ کی نفرت کو خدا نے مسیح کے ذریعہ سے ظاہر کیا ہے۔ جو سعید روحیں خدا کی خصلت کے ظاہر کرنے والے مسیح کو قبول کر لیتی ہیں۔ وہی خدا کے فرزند ہو کر گناہ سے نفرت کرنے لگ جاتے ہیں۔ (انجیل یوحنا ۱: ۱۲) اور ایسی نفرت ہو جاتی ہے کہ وہ گناہ کی غلامی کے جوئے کو اُتار کر گناہ سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جو کوئی گناہ کرتا ہے وہ گناہ کا غلام ہے۔ دیکھو انجیل یوحنا باب ۸: ۳۴۔ اس گناہ کی غلامی سے مسیح یسوع آزاد کرنے کا ذمہ لیتا ہے اور کہتا ہے کہ بیٹا تمہیں آزاد کریگا۔ تو تم واقعی آزاد ہو گے۔ (انجیل یوحنا ۸: ۳۶) اور مسیح یسوع صرف اُن کو اپنے شاگرد ٹھہراتا ہے جو اُس کے کلام پر قائم رہتے ہیں (یوحنا ۸: ۳۱) جو خدا کی سچائی اُس نے ظاہر کی جو اُس سے پوری واقفی پیدا کرتے ہیں۔ انکو اس سچائی کے ذریعے وہ گناہ سے آزاد کرتا ہے (یوحنا ۸: ۳۲)

پس جب اہل ہند کے دل مسیح نے گناہ سے مذکورہ بالا طریقہ سے صاف کر دیئے اور ہر ایک کے دل سے موجودہ بدگمانیاں۔ دشمنیاں۔ حسدیں۔ بغض۔ کینہ۔ جھگڑے جڑ سے اکھڑ گئے اور وہ سب سچائی اور دوستی میں قائم ہو کر ایک دل ہو گئے۔ تو کیا ممکن ہے کہ اُن کو سوراج نہ ملے؟ ضرور ملیگا۔ جب مسیح نے ہر ایک کے دل کو صاف کر دیا تو کیا ممکن ہے کہ ہر ایک اپنا روپیہ کمپنیاں بنا کر چلانے کے لئے دوسروں کے سپرد نہ کرے اور ملک میں جو ہزاروں قسم کے خزانے مدفون ہیں اُن کو نکالکر ہندوستان ہر طرح کی ترقی کر کے دنیا کے دیگر ممالک کا تاج نہ بنجاوے؟ ہر ایک شخص کے دل کی کدورتیں ہی ہیں جو جھگڑوں اور پھوٹ کی بنیاد ہیں جو لوگوں میں کیریکٹر پیدا ہونے نہیں دیتیں۔ ہر قسم کی ترقی کی سدِ راہ ہیں۔ ہر قسم کے میل کی دشمن ہیں جب ہی مسیح کے ذریعہ از سرِ نو پیدائش ہوئی۔ اس کے ذریعہ خدا کے فرزند بن کر ہم سب ایک دوسرے کے بھائی بنے جب ہی ہم نے سچائی کو جانا اور دنیا کے نور یعنے مسیح کی پاکیزگی ہم نے اپنے اندر ایمان کے ذریعہ سے جذب کر لی تب ہی روحانی اور جسمانی حالت ہمارے پیارے ملک کی سدھر جائیگی اور روح جسم پر غلبہ پائیگی اور روحانی خواہشیں جسمانی خواہشوں پر غالب آجاوینگی اور مسیح کے اس حکم کی پوری تعمیل ہو جاویگی کہ پہلے تم خدا کی بادشاہت اور اُسکی راستبازی کو ڈھونڈو تو یہ سب چیزیں بھی مل جاوینگی (متی ۶: ۳۳)

حکام کی تابعداری

گو مسیحی مذہب میں روحانی اور دنیاوی آزادی حاصل کرنے کی تعلیم بڑے زور شور سے دی گئی ہے۔ مگر بغاوت کرنے سے اور حکام کی تابعداری نہ کرنے سے بار بار منع کیا گیا ہے۔ اور اس بات کی سخت تاکید کی گئی ہے کہ ہم اپنے دل خدا کو دیں اور ہر قسم کے گناہ دل سے نکال دیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اہل یہود مسیح کو پھندے میں پھنسانا چاہتے تھے۔ اس واسطے اُنہوں نے مسیح کے پاس آکر کہا کہ اے استاد ہم جانتے ہیں کہ تو سچا ہے اور سچائی سے خدا کی راہ کی تعلیم دیتا ہے۔ اور کسی کی پرواہ نہیں کرتا کیونکہ تو کسی آدمی کا طرفدار نہیں۔ پس ہمیں بتا تو کیا سمجھتا ہے؟ قیصر روم کو جزیہ دینا روا ہے کہ نہیں؟ یسوع نے اُنکی شرارت جان کر کہا۔ اے ریاکارو مجھے کیوں آزماتے ہو؟ جزیے کا سکہ مجھے دکھاؤ۔ وہ ایک دینار اُس کے پاس لے آئے۔ اس نے اُن سے کہا یہ صورت و نام کس کا ہے؟ اُنہوں نے اُس سے کہا قیصر روم کا۔ اس پر اس نے اُن سے کہا۔ پس جو قیصر کا ہے قیصر کو اور جو خدا کا ہے خدا کو ادا کرو۔ اُنہوں نے یہ سنکر تعجب کیا اور اُسے چھوڑ کر چلے گئے (متی ۲۲: ۱۶-۲۲) اہل یہود کا خیال تھا کہ وہ ضرور دو باتوں میں سے ایک بات کہیگا۔ یا تو کہیگا کہ قیصر کو جزیہ دو تو ہم کہینگے کہ یہ مذہبی معلم کیا ہے جو غیر مذاہب کے اور غیر ملک کے حاکموں کی تابعداری کی تعلیم دیتا ہے۔ یا کہیگا کہ قیصر روم کو جزیہ مت دو۔ تو ہم حکام کے پاس جا کر اسکی شکایت کرینگے کہ وہ بغاوت کی تعلیم دیتا ہے۔ مگر مسیح نے یہ کہہ کر کہ جو قیصر کا ہے قیصر کو اور جو خدا کا ہے خدا کو ادا کرو یہ سکھایا کہ ہمارا روحانی تعلق خدا کے ساتھ باپ بیٹے کا ہے اور اس سے اپنے سارے دل۔ اپنی ساری جان۔ اپنی ساری طاقت اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھیں اور اپنے پڑوسی سے اپنے برابر (لوقا ۱۰: ۲۷) مگر ساتھ ہی جب تک ہمارے باپ کی مرضی ہے کہ موجودہ سلطنت کے ماتحت رہیں۔ اس سلطنت کے احکام کی پوری تابعداری بھی کریں اور جو کچھ قیصر کا ہے وہ قیصر کو دیں۔ پولوس رسول نے بھی مسیح سے تعلیم پا کر حکام وقت کی تابعداری کی تعلیم دی ہے۔ دیکھو خط رومیوں باب ۱۳ آیات اول تا ۷ آیت، جہاں پر لکھا ہے کہ ہر ایک شخص اعلیٰ حکومتوں کا تابعدار رہے۔ کیونکہ کوئی حکومت ایسی نہیں جو خدا کی طرف سے نہ ہو اور جو حکومتیں موجود ہیں وہ خدا کی طرف سے مقرر ہیں۔ پس جو کوئی حکومت کا سامنا کرتا ہے وہ خدا کے انتظام کا مخالف ہے۔ اور جو مخالف ہیں وہ سزا پائینگے۔ سب کا حق ادا کرو جسکو خراج چاہئے خراج دو۔ جسکو محصول چاہئے محصول دو۔ جس سے ڈرنا چاہئے اس سے ڈرو جسکی عزت

مصالحہ دار چٹنی

ایک قوم پرست لیڈر نہایت جوش سے تقریر کرتا ہوا کہہ رہا تھا کہ ہمیں گورنمنٹ کا وفادار ہونا چاہئے اور آپس میں صلح کل ہونا چاہئے۔ سامعین میں سے ایک پریشنکر فوراً بول اُٹھا کہ جو باہمی فسادوں میں مندر اور مساجد برباد کی جاتی ہیں۔ اور لوگوں کا مال ضائع کیا جاتا ہے اُسے نذرانہ اور جو باہمی فسادوں میں جانیں تلف کی جاتی ہیں ان کو قربانیاں خیال کرنا چاہئے۔

ایک وکیل نے ایک پادری سے گفتگو کرتے ہوئے ازراہ تمسخر کہا کہ پادری صاحب اگر خدا اور شیطان کا جھگڑا عدالت میں پیش ہو جائے تو بھلا کون جیتیگا؟ پادری صاحب نے فوراً جواب دیا کہ بلاشک شیطان جیتیگا۔ کیونکہ تمام وکیل شیطان کی طرف ہو جائینگے۔

(عام)

ایک مجسٹریٹ نے ایک ملازم سے کہا کہ ارے تم اپنے کُتّے کو باندھ کر کیوں نہیں رکھتے۔ کل اس نے میری ٹانگ بھی کاٹ لی تھی۔ مگر خیر گذری ملازم نے جواب میں عرض کی کہ جناب میرا کُتّا نہایت ہوشیار اور عقلمند ہے۔ اس سے آجتک کوئی سخت بدمعاش مشکل بچکر نکلا ہوگا ورنہ اس نے کسی کو نہیں چھوڑا ہے۔

(〃)

ایک شخص دوسرے سے کہنے لگا کہ بھئی آجکل یورپ لیڈیز نے نہایت عجیب و غریب لباس پہننا شروع کیا ہو دوسرے نے جواب دیا کہ یہ یورپ لیڈیز کے لباس کے نقل کرنے والی ہندوستانی مستورات کو سبق سکھانے کے لئے ہے۔ کہ وہ ان کی ہرگز ریس اور تقلید نہیں کر سکتی ہیں۔

ایک حقّی اور ایک جاٹ ہمسفر تھے۔ راستہ میں حقّی کو حقہ پینے کی خواہش ہوئی۔ اس نے جاٹ سے کہا کہ بھئی ذرا ٹھہرنا میں حقہ بھر لوں۔ جاٹ ٹھہر گیا۔ حقّی نے حقہ بھرا پھر دونوں مسافر چل پڑے۔ حقّی حقہ کا کش لگائے اور کھانسے۔ جب جاٹ نے بار بار کش لگا کر حقّی کو کھوں کھوں کرتے سنا تو اس سے رہا نہ گیا۔ کسیقدر بگڑ کر کہا کہ پھر تینڈے نوں چھیڑ دا ای کیوں ہیں۔ (رباقی پھر)

یاد رفتگان

گذرے دو ہفتوں میں لاہور کے مسیحیوں میں کئی ایک اموات ہوئیں۔ مس ایم سٹورٹ صاحبہ کا کشمیر میں انتقال ہو گیا۔ خاص لاہور میں مسٹر میلارام اور مسٹر براؤن کا انتقال ہو گیا۔ اگرچہ ہمیں ان سب کی جدائی کا رنج اور افسوس ہے۔ ہم دل سے ان کے پسماندگان سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

لیکن ان سب کی وفات پر مس جارج ہمفری کی وفات کا نہایت بھاری اضافہ ہے۔ مرحومہ کی پیدائش ۱۹۰۶ء میں ہوئی اور عین عالم شباب میں آپ کا انتقال ہوا۔ خدا کی حکمت کا تو ایسے معاملوں میں کسی کو علم نہیں کہ والدین اور عزیز و اقارب سے کیوں ایسے بچے جو جوان ہو کر زندگی کی خدمات انجام دینے کے قابل ہو جاتے ہیں لے لئے جاتے ہیں؟ مگر انسانی نظر میں ایسے جوان بچوں کی موت والدین کے لئے نہایت دلشکن ہوتی ہے۔ اگر خدا ہی ایسے زخمی دلوں کو چنگا نہ کرے تو عموماً جوان بچوں کی موت والدین کے لئے سخت صدمہ ہوتی ہے جسکی برداشت محال ہو جاتی ہے۔

مس ہمفری کی وفات بیماری کا دیرتک مقابلہ کرنے کے بعد گذرے اتوار کی رات کو ہوئی۔ صبح کے ۸ بجے پادری ٹھاکرداس صاحب اور ڈاکٹر ایچ۔ سی ویلیٹی صاحب نے نماز جنازہ دی۔ لاہور کے جملہ مسیحی شرفا اور مشنری صاحبان نماز میں شریک تھے۔ نماز کے بعد آپ کے دفن کی رسم ادا کی گئی۔ ہماری دل دعا ہے کہ خداوند جو تمام تسلی و صبر کا سمندر ہے مرحومہ کے عزیز و اقارب کو تسلی و صبر عطا فرمائے۔

پنجاب کے ایک گاؤں میں سیلاب سے تمام مکانات بہ گئے۔

انجمن احمدیہ گوجرانوالہ کا اضطراب

کل شام کو ہمیں گوجرانوالہ کے ایک مسیحی دوست کی جانب سے انجمن احمدیہ گوجرانوالہ کا اشتہار موصول ہوا ہے۔ صاحب مراسلہ فرماتے ہیں کہ میں ۸ ستمبر کو شہر میں گیا اور یہ اشتہار بازار میں چسپاں پائے۔ آپ اس اشتہار کو پڑھکر اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کہاں تک احمدی صاحبان نے دور اندیشی سے کام لیا ہے اور بچاؤ کی صورت ڈھونڈی ہے۔ یعنی لکھدیا ہے کہ مناظرہ کی شرائط کا تصفیہ ۱۰ تاریخ ستمبر سے پہلے ہو جائے۔ وغیرہ"۔

ہم نے اشتہار کو پڑھا۔ اس میں صاف مرقوم ہے کہ:۔

"اگر کوئی ذمہ دار جماعت باقاعدہ مناظرہ پسند کرے تو وہ ایسا کر سکتے ہیں لیکن اس کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ ہم سے شرائط مناظرہ کا تصفیہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۶ء سے پہلے کریں"۔

اس کا یہ مطلب ہے کہ ۹ ستمبر تک اس قدر قلیل ترین عرصہ میں چونکہ مسیحی مناظرین جو گوجرانوالہ سے بہت ہی دور مقامات پر رہتے ہیں بلانا اور ان کا ۹ ستمبر کو آکر شرائط کا فیصلہ کرنا ناممکن ہے۔ لہذا احمدی حضرات میدان خالی پاکر جو چاہیں احمدیت کی صداقت میں لن ترانیاں ہانک جائیں۔ چونکہ احمدیوں کو خوب معلوم ہے کہ گوجرانوالہ میں کوئی مسیحی مناظر نہیں۔ اسلئے انگریز پادری صاحبان مقیم گوجرانوالہ مناظرہ کی شرائط کا تصفیہ خود نہیں کر سکینگے۔ لہذا احباب مفتی محمد صادق صاحب کی شان رہ جائیگی۔

ہاں اگر ان مذہبی جلسوں میں مسیحیوں سے مناظرہ کرنا منظور ہوتا . . . .

. . . تو پادری لانگ صاحب گوجرانوالہ کو مسیحی مناظرین کا انتظام کرنے کے لئے کم از کم ۱۵ دن کی مہلت دی جاتی اور مضمون "مسیحیت مرزا" رکھا ہوتا تو پھر دنیا دیکھ لیتی کہ حقیقی مسیحیت کے مقابل قادیانی . . . مسیحیت کی کیا قدر و قیمت ہے۔ خادم

ہندوستان کی گتھی کا حل

سالوں سے ہندوستان میں ہندو مسلم اتحاد کے شور سنتے سنتے کان بہرے ہو چلے ہیں۔ مگر آئے دن ہندو مسلم نفاق و فساد میں ترقی ہوتی آئی ہے۔ ہر دو اقوام کے پیشوا آج تک عاجز اور لاچار ہیں۔ اتحاد کے عمل منے باہمی نفاق و فساد کے بن گئے ہیں۔ اسکی وجہ کیا ہے؟ اسکی اصلی وجہ خواہ کچھ ہی ہو پر ہند میں جملہ جماعتوں اور گروہوں کا اتحاد صرف دو باتوں پر ممکن ہو ان میں سے ایک بات مسیحیت کی عزت اور اس کے احترام پر منحصر ہے۔ دوم اسلام کی عزت اور اس کے احترام پر اتحاد منحصر ہے۔ اہل ہند کا اختیار ہے کہ باہم متحد ہونے کے لئے خواہ مسیحیت کا احترام پسند کریں خواہ اسلام کا۔ پر یہ بات قرائن سے ظاہر و ثابت ہو کہ جب تک ان دونوں مذہبوں کا یا ان میں سے ایک کا تمام ہند میں عالمگیر احترام نہ ہوگا تب تک ہندوستان میں ایسے اتحاد کا ہرگز امکان نہیں۔ جو اہل وطن کے لئے برکت اور خوشحالی کا باعث ہو۔ جو اسباب اہل ہند کی بربادی کے باعث ہیں وہ مسیحیت و اسلام کی نفرت و حقارت کو بالکل دور کرنے سے دور ہو سکتے ہیں۔ جہاں ہندوستان میں ہر قسم کے عقائد و مذاہب کی عزت کی جاتی ہے۔ وہاں کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی کہ کیوں مسیحیت و اسلام کے حقوق کو ٹھکرایا جاتا ہے؟ پس اہل ہند کی فلاح و بہبودی کا تقاضا یہی ہے کہ اہل ہند مسیحیت و اسلام کا احترام کریں۔ اس کے سوا ہمیں کوئی تیسری بات ہندو مسلم اتحاد کی نظر نہیں آتی۔

پیرس میں ہندوستانیوں کی نمائش

اللہ اللہ جہاں کی سرزمین سے ہنوز ہندوستان کے بچوں کا خون خشک نہیں ہوا جنہوں نے پیرس کی ہستی کی بقا کے لئے اپنی جانیں قربان کر ڈالی تھیں۔ سننے اور پڑھنے میں آیا ہے کہ اسی پیرس میں ہندوستانیوں کی نمائش ہونے والی ہے۔ ہم یہ بات نہیں جانتے کہ اس نمائش کا کیا مطلب ہے پر لفظ "نمائش" میں کچھ ایسے معانی کی جھلک پائی جاتی ہے جو کسی ہندوستانی کے لئے باعث عزت خیال نہیں کی جا سکتی۔ اس کے معنے ہندوستانیوں کے لئے اس وجہ سے بھی مرغوب خاطر نہیں ہو سکتے کہ پیرس میں کسی دوسرے یورپی ممالک کے باشندوں کی نمائش کا اعلان نہیں کیا گیا۔ کیا یہ بات سچ نہیں کہ جو لوگ گھر میں اپنی آپ عزت کرنا نہ جانیں اُن کی باہر عزت کرنے والے ناپید ہوتے ہیں۔ ہم اپنی مہربان گورنمنٹ سے ہی امید رکھ سکتے ہیں کہ وہ فرانس سے پیرس میں ہندوستانیوں کی نمائش کے معنے دریافت فرمائے۔

صوبوں کی کونسلوں اور اسمبلی کے ممبروں کا انتخاب

آجکل اہل وطن صوبوں کی کونسلوں اور اسمبلی کے ممبروں کی انتخاب میں مصروف ہیں۔ ایک ایک ووٹ کی قدر و قیمت پونڈ سے بھی بڑھ چڑھ کر ہو رہی ہے۔ لیکن ووٹ دینے والے اصحاب میں کتنے ایسے اصحاب ہونگے۔ جو کونسلوں کی ممبر شپ کی ذمہ داری سے بخوبی واقف و آگاہ ہوں اور ان بزرگان قوم کو پہچانتے ہوں جو حکومت کے باعزت مشیر ہونے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ ہم جملہ مسیحیوں سے التماس کرتے ہیں کہ وہ خدا سے دعا کرتے رہیں کہ خدا صوبوں کی کونسلوں میں اور اسمبلی کے میمبروں کے انتخاب میں ایسے بزرگانِ قوم کو کھڑا کرے جو حکومت کے قابلِ اعتماد مشیر ہو سکیں۔ اُن کے مشاورے سے خدا کا جلال اور اہلِ ہند کی فلاح و بہبودی میں ترقی ہوگی۔

لنڈن ۲ ستمبر۔ انگلستان میں بدھ دھرم کے لئے بدھسٹ مشن قائم کیا گیا ہے۔

(رینڈے ٹائمز)

جنیوا ۲ ستمبر لیگ آف نیشن کی اسناد کمیٹی آٹھ ممبران پر مشتمل ہے۔ اس میں مہاراجہ کپور تھلہ بھی شامل ہیں۔

(ر)

نور افشاں کو قلمی امداد دیتے رہئیے۔

ہے ہیسے۔ تب تو ہم مسیح مصلوب کے سچے گواہ ہونگے۔ اور ہمارا پیارا ملک خداوند کے قدموں میں آکر نجات ابدی کا وارث ہوگا۔

یہ بھی یاد رہے کہ خدا ہمارے ملک کے فرزندوں کے بارہ میں کسی پردیسی سے باز پُرس نہیں کریگا۔ کہ تیری بہن یا بھائی کہاں ہے؟ بلکہ مجھ سے اور آپ سے پوچھیگا۔ سو اگر ہم نے سچے گواہ کا کام نہیں کیا تو اُس وقت کیا جواب دینگے۔ ہم خود غرض قائن کی طرح تو کہہ نہیں سکتے کہ ہم اپنی بہنوں اور بھائیوں کے رکھوالے نہ تھے۔ فردہم اُن کی روحوں کے محافظ ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم سچے گواہ بنکر اُن کو مسیح خداوند کے پاس لائیں اور اس بات سے اپنی اپنی گواہیوں پر مُہر کردیں۔

خدا باپ ہم سب کو یہ توفیق بخشے آمین۔

معذرت

نہایت افسوس ہے کہ جو نظمیں فی الحال میرے نام سے شائع ہوئی ہیں وہ دراصل حضرت جوہر کی ہیں۔ میں اُن کے ارشاد کے مطابق نہایت افسوس کے ساتھ اُن سے اپنی غلطی کا اقبال کرتے ہوئے معافی چاہتا ہوں۔ فقط

طالب معافی۔ حیدر

تعریف اہلِ ہمت

"صاحبان"

ہمت ایک ایسا جوہر ہے یا دوسرے الفاظ میں ہمت ایک ایسا افسوں ہے جس کے ذریعہ کہ ہم اپنا رعب داب و دبدبہ ڈالکر دوسروں کے دلوں کو مسخر و رام کرلیتے ہیں۔ اور کم ہمتوں کی طاقتوں کو جوش میں لاکر بھڑکا دیتے ہیں یا دوسروں کو راکھ بنا دیتے ہیں۔ اے ہمت تیرے نام سے قربان جاؤں۔ اگر عالم میں تیرا قدم خجستہ نہ ہو تو تمام کاروبار بگڑ جاویں۔ یا دیگر الفاظ میں نظام عالم ایک لمحہ میں اُلٹ پلٹ ہوجاوے۔

اے ہمت تجھے سر آنکھوں پر اُٹھاؤں تو واقعی ایک وفادار اور یار غار ہے ؎

اے ہمت مردانہ جگر میں تیری جا ہے
مت آنکھ چُرا مجھ سے اگر خطرِ وفا ہے

اقسامِ ہمت۔ اوّل قسم ہمت کی یہ ہے کہ ہمت کو خداوند کے کاموں میں خرچ کیا جاوے۔ دوئم قسم ہمت کی یہ ہے کہ ایسی ہمت جس سے بے جا طریق سے فائدہ اُٹھایا جائے۔

جملہ صاحبان پر ہر دو اقسام کی ہمت روشن ہے۔ کہ کس کس طریق سے ہمت کو استعمال کرنا چاہیئے۔

اہلِ ہمت کا فرض منصبی کیا ہونا چاہیئے۔ کلام مقدس میں کئی ایک مقامات پر ہمت والوں کے فرائض بیان کیے گئے ہیں کہ اہل ہمت اپنی ہمت کو کن کن باتوں میں استعمال کریں۔ چنانچہ متی ۵: ۱۲-۱ باب تمام اور پولس رسول کے تمام خطوط میں فصاحت کے ساتھ اہل ہمت کے فرائض بیان کئے گئے ہیں۔

چنانچہ حضرت پولس رسول فرماتے ہیں کہ ہم زور آوروں کو چاہیئے کہ کمزوروں پر رحم کریں اور اُن کے ساتھ کافی درجہ کی محبت کا سلوک کریں۔ جیسا کہ خداوند نے ہمارے ساتھ محبت کا اعلےٰ سلوک کیا کہ اپنے پیارے بیٹے (خداوند یسوع مسیح کو فدیہ میں دیدیا) اور ہم سے دریغ نہ کیا۔ ہم سب بنی نوع آپس میں بھائی بند ہیں اور ایک دوسرے کے معاون و اعضا ہیں۔ اگر ہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت نہ رکھیں اور اُن پر اُلٹا دبدبہ ڈالیں تو واقعی ہم میں مسیحی محبت کا ایک ذرّہ تک بھی نہیں۔ تو واقعی ہم ایک ٹھنٹھناتا پیتل اور جھنجھناتی ہوئی جھانجھ ہیں اگر ہمارا ایمان اتنا ہو کہ ہم پہاڑوں سے کہیں تو وہ دوسری جگہ چلے جاویں اور ایک دوسرے سے محبت نہ رکھیں تو ہم کچھ بھی نہیں۔ بلکہ یہاں تک کلام مقدس میں آیا ہے۔ کہ اہل محبت وہی ہے جو کہ اپنے دشمنوں سے محبت اور اپنا بُرا چاہنے والے کے لئے دعا مانگتا ہے۔ واقعی وہ مبارک ہے۔ اور آسمانی باپ کا فرزند ہے۔ کیونکہ خداوند اپنا سورج سیاہ و سفید دونوں پر چمکاتا ہے۔ کیونکہ اگر تم اپنے دوستوں کے ساتھ محبت رکھتے یا اُن کو سلام کرتے ہو تو تم کیا کرتے ہو کیا اس طرح سے غیر اقوام والے نہیں کرتے۔ بلکہ چاہیئے کہ تم کامل ہو جیسا کہ تمہارا آسمانی باپ کامل ہے۔ اے اہل ہمت تم پر یہ فرض ہے کہ اپنے آپ کو بالکل چھوٹے بچے کی طرح معصوم و بے عیب بناؤ اور ہر طرح کی خباثت و گناہ آلودہ سخن سے مبرا ہو۔ کیونکہ آسمانی باپ ایسوں کو ہی پسند کرتا ہے۔

اہل ہمت پر یہ بھی فرض ہے کہ اگر تم اپنی مصلحت کے خواہاں ہو۔ اور اپنے سے محبت رکھنے والے ہو تو اپنے اس جوہر کو کاریہ بد میں استعمال مت کرو۔ بلکہ سے اچھے کاموں میں استعمال کرو۔

اے اہل ہمت تم پر یہ بھی فرض ہے کہ تم ہر ایک کے خادم بنو۔ جیسا کہ خداوند مسیح نے شاگردوں کے پاؤں دھوکر جو کہ مالک ہر دو جہاں ہے اور تمام قوتوں کا ماسٹر ہے اپنے آپ کو خادم اور ذلیل کیا ؎

ہر کہ خدمت کرد و مخدوم شد
ہر کہ خود را دید و معدوم شد

اس طرح سے تم اپنے آپ کو جہاں کہیں محبت والا کام نمایاں ہوتے دیکھو فوراً قربان کردو اور خداوند کے منظورِ نظر ٹھہرو۔

تعریف اہلِ ہمت۔ اگر بحر جگنو کی دم سے جل جاوے تو جل جاوے اور کوہ ہمالہ باد کے جھونکوں سے ہل جاوے تو ہل جاوے اور قطب شمالی جگہ سے ٹل جاوے تو ٹل جاوے اور سورج وقت سے پہلے غروب ہوجاوے تو ہوجاوے۔ پر اہل ہمت اپنے ارادے سے ہرگز نہ ٹلے۔ بلکہ جو کام کرنے کا دل میں ارادہ کرے اُسکو پورا کرے۔ اور خداوند کی مرضی کا ہر وقت خواہاں و منتظر ہے۔ آمین۔

محب قوم
یکے از متعلمین سی۔ ایم سکول۔
کلارک آباد

نور افشاں کی توسیع اشاعت کے لئے دل وجاں سے کوشش کیجئے۔

"ہندو مسیحی" کی تائید

مورخہ ۲ اگست ۱۹۲۶ء کے پرچہ نور افشاں میں مضمون "ہندو مسیحی" دیکھ کر مجھے سخت تعجب اور حیرانی ہوئی۔ میں خود بھی ایک ہندوستانی ہوں اور زبان ہندوستانی سے خوب واقف ہوں۔ میرے خیال میں اگر ہم یا ہمارا کوئی بھائی اپنے کو ہندو مسیحی کہنا پسند کرتا ہے تو وہ سخت غلطی کرتا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ بذاتِ خود یہ نام بالکل بے معنی ہے۔ کیونکہ ہندو کسی قوم کا نام نہیں۔ ہاں ہندوستانی ضرور ایک قوم ہے۔ ہندو ایک مذہب کا نام ہے اور اس کے پیرو عام تحقیق کے مطابق ویدوں پر یقین کرتے ہیں۔ میں نے کبھی کسی بدھ مت کے پیرو کو اپنے آپ کو ہندو کہتے نہیں سُنا۔ اور نہ ہی کسی مسلمان کو اس نام سے اپنے آپ کو نامزد کرتے دیکھا۔ یہاں تک کہ چند آریا اصحاب بھی اس نام کو چھوڑنے کی تدبیر کرتے نظر آتے ہیں۔ حالانکہ یہ انکی غلطی ہے۔ پھر نامعلوم ہمارے مسیحی بھائیوں کو کیا سوجھی ہے کہ ایسے مبارک نام مسیحی کو چھوڑ کر دوسرے نام کو پسند کرتے ہیں۔ کیا ہم اپنے کو ہندوستانی مسیحی نہیں کہہ سکتے۔ کیا یہ نام غلط ہے۔ کیا اس نام سے ہم امریکہ انگلستان یا جرمنی وغیرہ کے باشندے ثابت ہوتے ہیں ہرگز نہیں۔ میرا خیال ہے کہ جس صاحب نے بھی یہ نام یعنے ہندو مسیحی اپنے لئے پسند کیا ہے۔ وہ یا تو اپنے پُرانے مذہب کو بہت پیار کرتا ہے۔ یا اپنے آپ کو دوسرے مسیحیوں سے علیحدہ ظاہر کرنا چاہتا ہے اور بپتسمہ کے وقت کا اُسکو اقرار یاد نہیں۔ یا وہ دکھاوا تھا۔ خیر کچھ ہی ہو اگر ایک مسیحی ہندو رہے تو باقی مسیحی اُس کا ساتھ ہرگز نہ دینگے اور وہ آخر میں وہ ہندو ہی رہ جاویگا۔ میری التجا اُن سے یہ ہے کہ وہ اپنے لئے جو نام چاہیں تجویز کریں پر ہمارے نام کا ٹھیکیدار تو ایک ہی ہے۔ یعنے مسیح مصلوب اور ہم تو مسیحی کہلانا پسند کرتے ہیں۔ ہندو مسیحی آپ کو ہی مبارک ہو۔

راقم دعاگو۔ یو۔ وی۔ حبیب از راولپنڈی

ہماری بائبل اور مُسلم علما

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بائبل بدل گئی۔ تحریف ہوگئی۔ اسکی کچھ قدر و توقیر نہیں ہو سکتی۔ وہ ایک فضول کتاب ہے۔ عیسائی اُسکی اصلیت و اعتبار کا۔ اسکی قدر و منزلت کا کچھ بیان نہیں کر سکتے۔ کتاب ہذا میں اعتراضات مذکورہ کا دندان شکن جواب دے کر بائبل کی اصلیت و اعتبار کا۔ بائبل کی قدر و قیمت کا ایسا بیان کیا گیا ہے جو نہ صرف ہر ایک بائبل کے مخالف کی مناسب تادیب کرے بلکہ بائبل مقدس کی بابت ہر ایک مسیحی کے ایمان و امید و محبت کو زیادہ کرے۔ ہر ایک مسیحی مناد و مبشر کی تقویت کا باعث ہو۔ ہر ایک متلاشی کے لئے تعلیم کا کورس ہو۔ اُردو زبان میں یہ کتاب اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ کاغذ۔ لکھائی۔ چھپائی عمدہ ہے۔ ضخامت ۵۰۰ صفحہ سے زیادہ ہے۔ قیمت بغیر محصولڈاک ایک روپیہ (عہ)۔

پادری غلام مسیح ایڈیٹر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور سے طلب فرمائیں۔

ضرورت

ضلع انبالہ کے لئے ایک بچوں کی محافظت کے کام میں تجربہ کار۔ اور مڈوائفری کی تعلیم یافتہ نرس کی این۔ زیڈ۔ بی مشن کھڑڑ ضلع انبالہ کو ضرورت ہے۔ شادی شدہ نرس کو جسے نرسنگ کا تجربہ ہو چکا ہو ترجیح دی جائیگی۔ پتہ ذیل پر درخواست کرو۔ المشتہر

مسز ٹی۔ ای۔ پڈل۔

این۔ زیڈ۔ بی مشن۔ کھڑڑ۔ ضلع انبالہ

اشتہار

مسٹر جے۔ ولیم لیٹ۔ اے۔ پی مشن کلکتہ جنکی ایک بیکری عرصہ تک کوہ مصوری لنڈھورہ پر موسم گرما میں رہی اور موسم سرما میں دہرہ دون میں ہاکر لی ہتی ۱۹۲۳ء سے وہ کوہ مصوری چلے گئے ہیں۔ نہ معلوم اب وہ معہ خاندان کہاں پر ہیں اگر کسی صاحب کو انکا پتہ معلوم ہو تو مہربانی سے بذریعہ اخبار نور افشاں یا بذریعہ خط منہ رجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔ ڈاکٹر ایس ڈی یوڈو صاحب۔ وڈلینڈ لاج لنڈھورہ مصوری

ووڈ سٹاک کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصہ سے جاری ہے مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کردی ہیں۔ اور چار ہندوستانی خواتین اُسکی مددگار ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری شرح ہے متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اسکے علاوہ ہے۔ بورڈ نے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جز کشا اعہ سے اللہ تک کرو کو نول عہ سے عہ تک۔

مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

تین بےبہا یونانی حکمی دوائیں ۱۲/۳

(۱) دمہ خشک ہو یا تر یا پرانا مجرب اور شرطیہ دوا ہے دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت عہ۔

(۲) ہر قسم کی کمزوری دور کرنے میں لاثانی اور مجرب دوا ہے۔ خواہ کیسی ہی کمزوری ہو قیمت فی شیشی عہ

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ تپ۔ چوتھیہ بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے۔ ورنہ دوسرے دن تو ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲/ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر

ڈاکٹر۔ ای۔ این اوجھا

خورجہ۔ ضلع بلند شہر

پادری ٹی ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم۔ اے منیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا